تاثرات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کے دن ۹ ربیع الاول سنہ اعام الفیل، مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کو پیدا ہوئے۔ اگرچہ طبری اور ابنِ خلدون نے ۱۲ ربیع الاول اور ابوالفدا نے ۱۰ ربیع الاول تاریخ لکھی ہے، لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ دوشنبہ کا دن ۹ ربیع الاول کے سوا اور کسی تاریخ سے مطابقت نہیں کرتا، اس لیے زیادہ قرینِ صحت یہی تاریخ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے مسلمانوں کو بے پناہ تعلقِ خاطر اور بے حد قلبی لگاؤ ہے۔ وہ آپؐ سے ہر موقع پر انتہائی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہیں، اور یہ شرعی اعتبار سے نہایت ضروری بھی ہے اور اساسِ ایمان بھی۔ خود حضور کا فرمان ہے:

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہٖ و والدہٖ والناسِ اجمعین۔

یعنی تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان کی نعمت سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اس کے نزدیک، اس کی اولاد، اس کے ماں باپ اور تمام لوگوں سے میری ذات زیادہ محبوب نہ ہو۔

وہ پیکرِ محبوبی اور جانِ محبت فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے آخری نبی اور اس کے محبوب فرستادہ ہیں، اور ان سے اظہارِ محبت بہر طور ضروری ہے۔ مگر یہ بات بھی ذہن میں رکھیے کہ اس ایمان افروز مرحلے میں بہت سی نزاکتیں بھی پنہاں ہیں اور ان کو پیشِ نگاہ رکھنا بھی ایک مسلمان کے فرائض میں داخل ہے۔ اس میں شریعت کے مخصوص آداب اور اسلام کے مقررکردہ حدود کا احترام قطعی لازمی ہے، جس کی متعدد احادیث میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرما دی ہے۔

پیغمبرِ خدا سے محبت و تعلق کی حیثیت اصولی اور خالص دینی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ حضور کے نزدیک زندگی کا وہی اسلوب و طریق قابلِ عمل اور لائقِ ستائش ہے جو خود آپ نے پیش کیا ہے، اور وہ امور ناقابلِ التفات اور لائقِ استرداد ہیں، جو احکامِ پیغمبر سے متصادم ہیں۔ یعنی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان کی وہ منزلِ فکر و عمل ہے، جس میں صرف باتوں سے کام نہیں چلتا اور محض تقریر یا

سے مسئلہ حل نہیں ہوتا، بلکہ اصل مطلوب یہ ہے کہ روزمرہ کے کاموں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت مسلمان کی رہنمائی کرے، زندگی کا پورا نقشہ اس انداز سے ترتیب دیا جائے کہ ہر بات اور ہر ادا میں سنتِ رسولِ اکرم کی پیروی کا ولولہ دل میں موجزن ہو، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، لوگوں سے میل جول، لین دین، تجارت وصنعت، تعلیم و تربیت اور بات چیت میں آنحضرت کے تتبع کا جذبہ کارفرما ہو، انفرادی اور اجتماعی زندگی کا ہر شعبہ اطاعتِ رسول کے قالب میں ڈھلا ہوا ہو۔ حضور کی اتباع میں عمل و کردار کے اعتبار سے کسی نوع کی ہچکچاہٹ کا اظہار نہ ہو۔ اور آپ کی فرماں برداری ہی باطنی و ظاہری مسرتوں اور ذہنی و قلبی خوشیوں کا محور قرار پائے۔

مسلمان کو یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و عقیدت کا اصل اظہار ایک خاص طرح کے فلسفۂ حیات کو ماننے سے ہوتا ہے اور ایک متعین نصب العین کو اپنانے سے ابھرتا ہے، اور پھر اس کے متعلقات و لوازم اور اصول و فروع کا ایک نہایت ہی ہموار اور عمدہ تریں سلسلہ ہے، جس کو مرکزِ عمل ٹھہرانے سے اس میں اضافہ و ترقی کی مزید راہیں کھلتی ہیں۔ لیکن اس عقیدت یا اس جذبۂ محبت کا اظہار، جو عمل سے خالی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و افعال اور فرامین و ارشادات سے ہم آہنگ نہ ہو، بے کار اور بے مقصد ہے۔ حضور اپنی ذات اقدس کے ساتھ اصول و عمل اور اسوہ و نمونہ کی محبوبیت لے کر دنیا میں تشریف لائے ہیں، اور اسی کو آپ نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے، اس کو پیشِ نگاہ رکھنا بدرجہ غایت ضروری ہے۔

ہمیں اپنے دلوں کو ٹٹولنا اور عمل و کردار کا جائزہ لینا چاہیے، کیا عملاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ مرکزِ اطاعت و محبت تسلیم کیا جاتا ہے؟ جب کسی کا کوئی عمل رسولِ اکرم کے فرمان سے متصادم ہوتا ہے تو اس کے مقابلے میں رسول اللہ کے فرمان کو ترجیح دی جاتی ہے؟ آپ کے ارشادات کو عمل کے مواقع پر آخری اور حتمی حیثیت دی جاتی ہے؟ جس چیز سے اللہ کے برگزیدہ پیغمبر نے روک دیا ہے کیا اس سے اپنی ہزاروں خواہشات کے باوجود ہم رک جاتے ہیں؟ نماز روزے اور حج زکوٰۃ کی جو اسلام کے بنیادی ارکان ہیں، پابندی کرتے ہیں؟ ہمیں اس پر غور کرنا چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ ہمارے فکر و عمل کے کن کن خانوں میں کیا کیا کمزوریاں پائی جاتی ہیں اور انھیں دُور کرنے کی کیا صورت ہے۔ لوگوں سے ہمارے معاملات اور معاشرتی تعلقات

کس قسم کے ہیں ؟ کیا ان میں کہیں احکام رسولؐ کی مخالفت تو نہیں ہو رہی ہے ؟ ہماری تجارت، معیشت، معاشرت، سیاست اور ناپ تول کے پیمانے احکام اسلام کے مطابق ہیں ؟ ہماری آمدنی کے ذرائع جائز ہیں ؟ اور شریعت سے موافقت کرتے ہیں ؟ ہم اکلِ حلال کے پابند ہیں ؟ اور پاکیزہ رزق کی صحیح تعریف کو سمجھتے اور عمل میں لاتے ہیں ؟ سمگلنگ، چور بازاری، رشوت ستانی، غلط بیانی اور کذب و افترا سے ہمارا دامن پاک ہے ؟ ہم اپنے مفوضہ دفتری فرائض ذمہ داری سے انجام دیتے ہیں ؟ کسی کو اپنے عمل اور قول سے ذہنی یا جسمانی تکلیف تو نہیں پہنچاتے ؟ ہمارے اخلاق اور میل جول سے کسی کو شکایت تو نہیں ؟ ہماری بات ہمارے عمل سے مختلف تو نہیں ؟ ہم نے اپنے لیے زندگی کا وہی رُخ متعین کیا ہے جس کی رسولِ اکرم نے تاکید فرمائی ہے ؟

مختصر طور پر یہ چند غور طلب امور ہیں، جنھیں کبھی فکر و نظر سے اوجھل نہیں ہونا چاہیے۔ ان تقریبات کے مواقع پر انھیں بالخصوص یاد رکھنا چاہیے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہارِ عقیدت و محبت کے سلسلے میں منعقد کی جاتی ہیں ـــــ اللھم صل وسلم علیہ دائما ابدا۔

(محمد اسحاق بھٹی)